ضبط و ترتیب ۔ عبدالقیوم حقانی

صحبتے با اہل حق

اس عنوان سے حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب کی مجالس کے بعض ملفوظات و افادات پیش کئے جائیں گے ——— (ادارہ)

سچی توبہ سے شیطان بھی رحمت کا مستحق بن جاتا ہے

فرمایا۔ شیطان انتہائی کمینہ ور اور متکبر ہے۔ شیطان کو حضرت آدم علیہ السلام اور آپ کی ذریت سے حد درجہ بغض اور عداوت ہے۔ خدا کی رحمت چھوڑ بیٹھا مگر آدم و اولاد آدم کی عداوت نہ چھوڑ سکا۔ خدا کی رحمت بہت وسیع ہے۔ اس کی رحمت کے دروازے ہر وقت کھلے رہتے ہیں۔ تمام عمر شیطان نے ضلالت و گمراہی کا کام کیا۔ اولاد آدم کو راہ راست سے بھٹکایا۔ خدا جانے کتنوں کو جہنم کی راہ پر لگایا۔ مگر قربان جائیں اپنے مہربان خدا کی رحمت کے، کہ ایک سچی توبہ سے اب بھی شیطان بارگاہ ربوبیت کے مقربین میں جگہ پا سکتا ہے۔ صرف توبہ شرط ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام سے جب ایک مرتبہ شیطان کا مکالمہ ہوا تھا اور شیطان نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے خدا کے حضور مغفرت کی درخواست پیش کی تھی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ سے فرمایا کہ شیطان سے کہہ دو کہ عداوت آدم سے باز آجاؤ۔ سچی توبہ کرکے اب بھی اگر حضرت آدم کی تعظیم بجا لاؤ تو میں سارے گناہ معاف کردوں گا۔ مگر شیطان متکبر تھا، اکڑ گیا اور کہا۔ میں نے آدم کی زندگی میں جب ان کو سجدہ نہ کیا تو مرنے کے بعد ان کو کیسے سجدہ کرسکتا ہوں۔ اس تکبر و عداوت اور بے جا تعلّی نے شیطان کو اور اس کے پیروکاروں کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بارگاہ ربوبیت سے راندہ درگاہ کر دیا۔

اہل علم اور اہمیت تدریس چند فضلاء کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:۔

آپ حضرات علوم دینیہ پڑھ چکے ہیں اب الحمدللہ فضلاء، اور علماء کہلاتے ہیں۔ علم کا تقاضا یہ ہے کہ اس کی اشاعت کی جائے۔ پڑھانے سے اور تدریس سے علم میں پختگی آتی ہے۔ تدریس کا مشغلہ جاری رکھو۔ جس سے مزید علمی استحکام حاصل ہوگا۔ اور جن فضلاء نے ابھی تک ادھر توجہ نہیں دی ہے انہیں بھی فوراً کسی نہ کسی طرح تدریس شروع کر دینی چاہیئے۔ جس درجہ کے پڑھانے کی صلاحیت اور استعداد ہو پڑھانا شروع کر دو۔ یہ نہ دیکھو کہ ابتدائی درجہ کی

کتابیں دی گئی ہیں اور بڑے درجہ کی کیوں نہیں ملیں۔ جو کچھ بھی مل رہا ہے اسے اخلاص سے قبول کرو اور بسم اللہ کرکے پڑھانا شروع کردو۔ خدا تعالیٰ امداد فرماوے گا۔ خلوص وللہیت کے صدقے سے بڑے بڑے مسئلے حل ہوجائیں گے۔ اور جلد ہی عالی ترقیات ودرجات عالیہ مسخر ہوجائیں گے۔ ہاں طلب واخلاص شرط ہے۔

ایاز قدر خود بشناس فرمایا۔ محمود غزنوی بہت بڑے ولی اللہ تھے۔ غزنی سے آئے پاک وہند کو فتح کرکے سومنات کے مقام تک پہنچے۔ ان کو اپنے ایک غلام ایاز سے بے حد محبت تھی۔ ایاز شاہی دربار میں مرصع تاج اور ایسا لباس پہنتا تھا جس میں بیش بہا موتی اور لعل وجواہر جڑے ہوتے تھے۔ وزراء اور دوسرے شاہی مقربین کو ایاز پر رشک آتا تھا اور محمود غزنوی کی ایک غلام سے محبت پر تعجب بھی۔ جب بعض وزراء نے جرأت کرکے محمود غزنوی سے ایک غلام کے ساتھ اس قدر وارفتگی کی وجہ دریافت کی تو انہوں نے فرمایا اس کا جواب کل دوں گا۔

دوسرے روز جب شاہی دربار برخاست ہوا تو محمود غزنوی نے سب وزراء کو روک لیا اور سبھی کو ساتھ لے کر اچانک ایاز کے گھر جا حاضر ہوا۔ اور وزراء سے کہا کہ اندر جھانک کر دیکھو کیا کیا جارہا ہے؟ جب روشندان سے جھانک کر دیکھا گیا کہ ایاز نے شاہی لباس اور قیمتی مرصع تاج اتارا ہوا ہے اور اپنا پرانا مزدوروں اور قلیوں والا لباس پہنے ہوئے ہے۔ اور آئینہ سامنے رکھ کر اپنے کو مخاطب ہے۔

"ایاز قدر خود بشناس"

بزرگوں کا مقولہ ہے کہ شریف آدمی جس قدر بلند ترین مراتب پر پہنچتا ہے اسی قدر اس میں عاجزی اور تواضع کی شان زیادہ پیدا ہوتی ہے اور رذیل آدمی جوں جوں اونچے درجات پر پہنچتا ہے توں توں اس میں دناءت وکمینگی اور رذالت پیدا ہوتی جاتی ہے۔

دنیا اجتماع ضدین سے قائم ہے فرمایا۔ جس طرح اللہ پاک نے دن اور رات کو پیدا فرمایا۔ ایک کو روشن اور دوسرے کو تاریک بنایا۔ جس طرح گاڑی، ضدین سے چلتی ہے۔ انجن میں آگ بھی ہوتی ہے اور پانی بھی۔ لیکن دونوں کے درمیان آہنی دیوار حد ہے۔ اسی طرح دنیا کی گاڑی بھی اضداد سے قائم ہے۔ کفر ہے تو اسلام بھی اس کے مقابل موجود ہے۔ جب تک دنیا میں کفر اور اسلام دونوں باقی رہیں گے دنیا کی گاڑی چلتی رہے گی۔ جب اسلام بالکل ختم ہوگیا تو قیامت برپا ہوجائے گی۔ دوزخ نہ ہوتی تو جنت بھی نہ ہوتی۔ اگر حق نہ ہوتا تو باطل بھی نہ ہوتا۔ بہرحال ضدین کے اجتماع سے دنیا کی گاڑی چل رہی ہے اور اس کا مقصد صرف انسان کا امتحان ہے وہی جنت کا مستحق ہے جو امتحان میں کامیاب ہے۔ اور جہنم اس کی ہے جو امتحان میں فیل ہوگیا ہے۔

ملت کا استحکام وعروج اہل اسلام کے اتحاد پر منحصر ہے فرمایا۔ قرآن حکیم نے ملت کے بقاواستحکام اور مسلمانوں

کی ترقی وعروج کا راز ، اتفاق اور اتحاد میں رکھا ہے۔ جب تک مسلمان ایک رہے ، غالب رہے ۔ جب سے وحدت ختم ہوئی غلبہ بھی جاتا رہا۔ واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا پر جب تک عمل کیا جاتا رہے گا۔ دنیا کی بڑی سے بڑی طاقت مسلمانوں کی طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھ سکے گی۔ آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تبلیغ ومساعی اور اسلام کے تدریجی ارتقاء پر نظر ڈالیں تو ہر پہلو اور ہر عنوان اور اسلامی تاریخ کے ہر کامیاب دور کے پس منظر میں ملی وحدت اور اہل اسلام کا اتحاد کارفرما نظر آسکے گا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مدینہ منورہ میں اسلامی ریاست کی بنیاد رکھی تو سب سے پہلے اوس اور خزرج کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا۔ ایک انگریز مورخ نے لکھا ہے کہ اوس وخزرج کے درمیان بھائی چارہ اسلام کی ترقی واشاعت کی پہلی اینٹ تھی جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھوں سے رکھی۔ اب تو یورپ میں باقاعدہ یونیورسٹیوں میں سیرت العمرین پڑھائی جانے لگی ہے اور قرآن حکیم نے قومی اور ملی ترقی کے جو اصول بتلائے ہیں وہی یورپ میں پڑھائے جاتے ہیں۔ افسوس ہے اور مسلمانوں کی حالت زار پر جی کڑھتا ہے۔ کہ کامیابی کے گُر ہمارے پاس ہیں، خزانہ ہمارے پاس ہے، سچائی اور صداقت کے اصول ہمارے پاس ہیں نظم وضبط کی تعلیم ہمارے پاس ہے مگر فائدہ اہل یورپ اٹھا رہے ہیں اور ہم محروم ہو رہے ہیں۔

<u>انقلاب اسلام کی ایک راہ</u> فرمایا۔ رعایا حکمرانوں کا اثر لیتی ہے۔ اور بادشاہوں پہ عوام کی نظریں ہوتی ہیں بادشاہ جو رنگ چاہیں اختیار کریں۔ عوام بھی اپنے کو اسی رنگ میں رنگنے کی کوشش کرتے ہیں اور یہ کوئی فرضی بات نہیں ہے۔ آپ اقوام عالم کی تاریخ کا مشاہدہ کریں تو آپ کو "الناس علی دین ملوکھم" کی صداقت کی شہادت میسر آجائے گی۔ کاش! اسلامی ممالک کے حکمران، اسلام اور دین کی طرف توجہ کرتے، سرکاری سطح پر بھی اور نجی زندگی میں بھی، اسلامی تعلیم واحکام کو ترجیح وترویج دیتے، تو کوئی مشکل نہ تھا کہ عوام بھی اس کو اپنا لیتے، اور آج اسلامی دنیا کا نقشہ کچھ اور ہوتا۔

<u>علماء واہل اللہ کی محبت "نجات کا وسیلہ" ہے</u> ...... ایک صاحب کی وفات کی خبر احقر نے سنائی۔ فرمایا جی ہاں۔ بڑے نیک، پابند صوم وصلوٰۃ اور درویش صفت انسان تھے اور ان کی سب سے بڑی خوبی اور نیکی یہ تھی کہ ان کو علماء اور اہل اللہ سے بڑی محبت تھی۔ یہ بہت بڑی دولت اور آخرت کا عظیم سرمایہ ہے۔ علماء اور اہل اللہ سے محبت نجات کا اہم وسیلہ ہے۔ دنیا کی کوئی چیز بھی ساتھ لے جانے کی نہیں۔ بس یہی وہ توشہ ہے جو آخرت میں ساتھ لے جانے کا ہے۔ اور وہیں آخرت میں بھی یہی کام آئے گا۔

<u>نیت واخلاص کی اہمیت</u> فرمایا، یہ جو حدیث میں آتا ہے کہ اگر صحابہ اسلام کے دسویں حصہ کو ترک کر دیں گے تو ماخوذ ہوں گے اور پچھلے زمانہ کے لوگ اگر اسلام کے دسویں حصہ کو اپنائیں گے تو جنت میں جائیں گے۔ عام لوگ اس کا

مفہوم غلط سمجھ بیٹھے ہیں حالاں کہ اصل مدار نیت واخلاص پر ہے اور مراد یہ ہے کہ اگر صحابہ کی نیت واخلاص میں دسواں حصہ کم ہو جائے تو وہ ماخوذ ہوں گے اور پچھلے زمانہ کے لوگوں کو اگر نیت واخلاص کا دسواں حصہ بھی حاصل ہو جائے تو خدا کے نزدیک مقبول ہوں گے اور ان کو اس کا اچھا بدلہ دیا جائے گا۔

علمی ماحول بھی بہت بڑی نعمت ہے | احقر سے دریافت فرمایا گھر کہاں ہے؟ عرض کیا فلاں جگہ پر۔ فرمایا اچھا ہوا کہ یہاں علمی ماحول میں آ گئے۔ علم بھی بڑی نعمت ہے اس کے استحکام اور اس پر عمل کرنے کے لئے علمی ماحول کی بھی بڑی ضرورت ہے جیسے میسر ہو گیا بڑی نعمت ہے اس کی قدر کرو ان شکرتم لازیدنکم۔

امام شافعیؒ سے امام مالکؒ نے فرمایا تھا اپنے علم کو برباد نہ کرنا۔ مقصد یہ تھا کہ ایسی جگہ قیام نہ کرنا جہاں نہ دین کے طالب ہوں اور نہ علم کی اشاعت ممکن ہو۔ جہاں علم کی اشاعت زیادہ ہو اور زیادہ سے زیادہ رجال کار تیار ہوں۔ مسائل پوچھنے والے اور علم حاصل کرنے والے کثیر ہوں۔ ایسے مقام کو ترجیح سے تھوڑے سے وقت میں زیادہ کام کیا جاسکتا ہے۔

خدمت خلق بہت بڑی نعمت ہے | فرمایا، جناب حکیم ..... صاحب ملاقات کے لئے تشریف لائے تھے۔ جس طرح بہت بڑے آدمی ہیں اسی طرح بے حد شریف بھی ہیں۔ انہوں نے فرمایا میرے لئے دعا کرو۔ میں نے عرض کی ہم خود گناہ گار ہیں یہ شکر ہے کہ خدا تعالیٰ نے گناہ گاروں پر دعا کرنے کی پابندی نہیں لگائی۔ ورنہ ہم تو ہاتھ اٹھانے کے بھی اہل نہ تھے۔ خیر۔ تو میں نے دریافت کیا حکیم صاحب! دعا کس لئے؟ حکیم صاحب نے فرمایا خدا مریضوں کو شفا دے اور خدا میری اس خدمت خلق کو قبول فرماوے۔ میں حکیم صاحب کی اس بات سے حد درجہ متاثر ہوا کہ اس اللہ کے بندے کو مخلوق خدا پر کس قدر شفقت ہے۔ شافی الامراض تو خود ذات باری تعالیٰ ہے تاہم درجہ اسباب میں مریضوں کا معالجہ بھی کوئی معمولی عمل نہیں ایک شخص زندہ ہو گیا تو گویا تمام دنیا کو زندہ کر دیا۔ اور ایک انسان کا قتل گویا تمام دنیا کو قتل کر دینا ہے۔

آپ ڈاکٹر اور حکیم حضرات صبح تا شام سینکڑوں قریب الموت مریضوں کی زندگی بچانے کا کام کرتے ہیں یہ خدمت خلق ہے جو بہت بڑی نعمت ہے اس کی عظمت اور صحیح قدر کا علم تب ہو گا جب آخرت میں آنکھیں کھلیں گی۔ بڑی خوشی محسوس ہوتی ہے جب کسی اللہ کے بندے کو اللہ کی مخلوق کی خدمت کرتے دیکھتا ہوں۔ اللہ پاک ایسے تمام افراد اور آپ کا حامی و ناصر ہو۔